۷۔ ایک نادر قلمی نسخہ، متعارفہ : ڈاکٹر سیّد عبداللہ۔

۸۔ مذکورہ مخطوطات اور نسخۂ خواجہ میں نمایاں اختلاف اور مماثلتیں۔

۹۔ نسخۂ خواجہ : کلامِ غالب کی تاریخی ترتیب و تدوین کی لازمی کڑی۔

۱۰۔ نسخۂ خواجہ: مئی ۱۸۴۲ء سے اگست ۱۸۵۲ء کے مابین غالب کے اردو کلام کا واحد مأخذ۔

اس کے بعد صفحہ ۴۲ تا صفحہ ۲۹۵ مذکورہ نسخہ دیوانِ غالب کا متن اس طرح دیا گیا ہے کہ دائیں ہاتھ پر مخطوطے کے صفحہ وار عکس ہیں اور بائیں ہاتھ پر نستعلیق مشینی کتابت میں نقول ہیں۔ متن کے بعد اضافات کے زیرِ عنوان نسخے میں شامل سارے کلام کا اصناف وار زمانی تخمینہ، تخلیق مُرتّب کیا گیا ہے۔ اس کے بعد توضیحات و تعلیقات کا حصّہ ہے جس میں مُتعدّد اشعار سے مُتعلّق دل چسپ اور معلوماتی حقائق یک جا کردیے گئے ہیں۔ آخر میں دیوان کے فارسی دیباچے اور خاتمے (تقریظ از محمّد ضیاء الدین احمد خاں) کا محنت سے کیا گیا اردو ترجمہ درج ہے۔

زیرِ تبصرہ مخطوطے کی ملکیّت سے مُتعلّق تازہ اختلافی بحث سے قطعِ نظر، ہمارا خیال ہے کہ ڈاکٹر سیّد معین الرّحمٰن نے نسخۂ خواجہ کی ترتیب، تدوین اور تنقید و تحقیق میں بڑی عرق ریزی، محنت اور ژرف نگاہی کا ثبوت دیا ہے۔ میرزا اسد اللہ خاں غالب جیسے عظیم شاعر کا کلام ان کے شایانِ شان اہتمام کے ساتھ پیش کرنا یقیناً قابلِ تحسین و ستائش ہے۔ یہ مجموعہ ذخیرۂ غالبیّات میں ایک اہم اور دل کش و نظر افروز اضافہ ہے۔

جہاتِ جہدِ آزادی

مُصنّف: معین الدّین عقیل۔

ناشر: الوقار پبلی کیشنز، ۵۰ لوئر مال، لاہور۔

ضخامت: ۲۹۶ صفحات سنہ اشاعت : ۱۹۹۸ء

مُبصّر: عتیق احمد جیلانی۔

ڈاکٹر معین الدّین عقیل اردو زبان و ادب کے ساتھ ساتھ تحریکِ آزادی ہند کے موضوع سے خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ ممکن حد تک مآخذ کی نشان دہی کا جذبہ، حاصل شدہ لوازمے کی چھان پھٹک کا قرینہ اور اخذ نتائج کا سلیقہ ان کی تحریروں کا عمومی وصف ہے۔ پاکستانیات

کے حوالے سے ان کے مقالات و مضامین میں جو نظریاتی شعور اور اسلامی فکر جلوہ گر ہے وہ اس لحاظ سے زیادہ قابلِ توجّہ اور وقیع ہے کہ اس کی بنیاد محض تخیّل اور جذباتیت پر استوار نہیں بلکہ اس کی تعمیر میں تحقیق و جستجو اور مستند تاریخی حوالوں کا مسالا استعمال کیا گیا ہے۔ اس طرح ڈاکٹر معین الدّین عقیل ایک محقّق دانش ور کے طور پر سامنے آتے ہیں۔

زیرِ نظر مجموعۂ مضامین اپنے متعیّن و محدود دائرے میں بھی خاصے تنوّع کا حامل ہے۔ اوّلین مقالے میں تحریکِ پاکستان کے تیسرے عامل کی نشان دہی کی گئی ہے اور وہ ہے ایسٹ انڈیا کمپنی اور تاجِ برطانیہ کے دور میں مسلمانوں کا معاشی و معاشرتی استحصال ۔ مُصنّف نے اسلام اور اردو کو بنیادی عوامل قرار دینے کے بعد ضمنی محرکات میں مذکورہ عامل کو خصوصی اہمیّت دی ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ اس مقالے کی تحریر (۱۹۷۰ء) سے قبل یہ جہت اہلِ نظر سے یک سر پوشیدہ تھی ، مگر اتنا ضرور ہے کہ اردو میں اس موضوع پر متفرق لوازمے کو تحقیقی و تنقیدی باریک بینی کے ساتھ یک جا کرنے کی یہ پہلی قابلِ قدر کاوش ہے۔ ۱۶۰۰ء میں ہندوستان سے تجارت کی پہلی سند حاصل کرنے کے بعد سے کمپنی اور بعد ازاں تاجِ برطانیہ نے سوچی سمجھی حکمتِ عملی کے تحت ۱۹۴۷ء تک جس طرح استحصال کا شکنجہ کسا ، تمام اہلِ ہند عموماً اور مسلمان خصوصاً اس کا نشانہ بنے۔ انگریزی استعمار کی ہوسِ زر نے مقبوضہ ہندوستان کے ترقی پذیر صنعتی اور زرعی ڈھانچے کو تہ و بالا کر دیا۔ ڈاکٹر معین الدّین عقیل نے اس معلوم و مشہور حقیقت کو بہترین دست یاب مآخذ کی مدد سے نہایت معروضی انداز میں پیش کیا ہے۔ چناں چہ کہا جاسکتا ہے کہ زیرِ نظر مقالے کا تنقیدی لوازمہ تحقیق کی مستحکم بنیادوں پر استوار ہے۔ جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے ، یہی فاضل مُصنّف کی عام روش ہے۔

اس مجموعے کا دوسرا اہم موضوع ہے ، " بنگال کی اسلامی تحریکیں "۔ اس ضمن میں "فرائضی تحریک " اور " تیتو میر " کا جائزہ لیا گیا ہے۔ حاجی شریعت اللہ اور تیتومیر مقبوضہ بنگال میں غاصب انگریزی قوت اور ان کے آلہ کار ہندو ساہوکار اور زمین دار کے خلاف جدّوجُہد کی علامت بن کر ابھرے۔ دو مقالوں میں ان قائدین اور ان کی برپا کی ہوئی تحاریک کا مختصر مگر جامع تذکرہ ضروری حوالوں اور حواشی کے ساتھ کیا گیا ہے۔

برّصغیر میں مسلمانوں کی تحاریکِ ہجرت کے حوالے سے دو مقالات شاملِ کتاب ہیں۔ اس اہم موضوع پر بڑی محنت ، عرق ریزی اور بالغ نظری سے مواد جمع کیا گیا ہے۔ یہ دونوں مقالات تحاریکِ ہجرت کے پس منظر ، مقاصد اور نتائج کا عمدہ طور پر احاطہ کرتے ہیں۔